مولانا قاضی عبد الکریم صاحب مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی

تدریب الغزاۃ

افغانستان کے محاذِ جنگ سے

زندگی میں دینی خدمات کی مختلف صورتیں دیکھنے میں آئیں۔ دینی مدارس میں اپنی پوری زندگی گذری اور بحمدہ تعالےٰ گذر رہی ہے تبلیغی جماعت کا اصلاحی مورچہ بھی ناآشنا نہیں ہے۔ خانقاہی ذکر واذکار کی گونج اور محاسبۂ نفس کی دلپذیر خاموشیاں واقعی دلکش ہیں۔ سیاسی محاذ پر لادین طاقتوں کے مقابلہ کے مناظر بھی اندر اور باہر سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ دینی جرائد اور تالیفی و تصنیفی خدمات کے ذریعے اہلِ باطل کا تعاقب بھی بحمد اللہ پیشِ نظر ہے۔ بایں ہمہ اگر تدریب الغزاۃ کا یہ ایمان افروز دار العلوم بلکہ صحیح تر دار العمل دیکھے بغیر موت آجاتی تو عالمِ برزخ میں خدانا کردہ ایمانی ثلمہ (خلل) کا صدمہ سہنا پڑتا۔ باطل کے مقابلہ میں سابق الذکر یہ تمام کوششیں اگر صحیح نہج پر چلائی جائیں تو بلاشبہ قابلِ صد تحسین اور شرعاً نہایت ضروری ہیں۔ مگر حرکۃ الجہاد الاسلامی کا یہ مدرسہ دیکھ کر مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ذروۃ سنامہ الجہاد کے مطابق ان تمام اداروں کی عزت و آبرو جہاد کی اسی اعلیٰ ترین صورتِ قتال ہی سے وابستہ ہے اور اسی کے کل پرزے اسی مدرسۃ التدریب میں تیار ہو رہے ہیں۔ کہنے والے نے جس خیال سے بھی کہا ہو مگر تربیت المجاہدین کے اس مدرسہ کو دیکھ کر مجھے یقین آگیا ہے کہ

ع ملاّ کی اذان اور مجاہد کی اذان اور

ایک شاعری اور افسانہ نہیں بلکہ حقیقتِ واقعیہ ہے۔ تعلیم و تعلم، تبلیغ و ابلاغ، تلقین اور جدّ وجہد فی الریاضات کی تمام شکلیں لغۃً جہاد ہیں۔ اور ان سب میں اُن سب درجات کی امید ہے جو فضائلِ جہاد کے ابواب میں مذکور ہیں۔ لیکن جیسا کہ صاحبِ مرقاۃ نے فرمایا ہے کہ شرعاً جہاد نام ہے: بذل الجھود فی قتال الکفار مباشرۃً ومعاونۃً بالمال والرأی او بتکثیر السواد او غیر ذٰلک۔ تو لغدوۃٌ اوروحۃ فی سبیل اللہ ..... الخ اور لا یجمع الغبار ... الخ جیسے فضائل کا اصل محمل جہاد کی یہی صورتِ قتال ہے اور دینی خدمات کی باقی صورتیں اس پر محمول۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ جہادِ افغانستان نے فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں جو پورے عالم اسلام

کی راہنمائی کی ہے اور مشرق و مغرب و عرب و عجم تک مسلمانوں میں بیداری کی ایک برقی لہر دوڑا دی ہے، اس میں علومِ دینیہ کے طلبہ کرام اور علماء و مشائخ کا ہی بھرپور حصہ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلك حمداً کثیراً اللّٰھم زد فزد ولا تنقص۔

واقعہ یہ ہے کہ مٹھی بھر سچے مسلمانوں نے چونکہ وطنیت اور قومیت پرستی کی لعنتوں سے بالاتر ہو کر مذہب اور اسلام ہی کے جذبہ سے چونکہ یہ مبارک اقدام کیا ہے تو پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل جیت لیے، اور ہر طرف سے ان کی نہ صرف مالی اور اخلاقی امداد کی گئی بلکہ ہزاروں نوجوان اپنی جانوں پر بھی کھیل گئے ــــ پھر نصرتِ خداوندی کے وہ مناظر غازیانِ کرام نے دیکھے جو اسلام کے دورِ اوّل کے مجاہدین کے حالات میں تاریخ کے صفحات پر دیکھنے میں آتے رہے۔ اور نتیجتہً دنیا کی ایک مشہور سپر طاقت کو ذلیل شکست ماننی پڑی۔

لیکن کفار کو شکست دینے کے بعد ایک اور مشکل ترین مرحلہ اب کُفر کو شکست دینے کا باقی ہے۔ کافر چلا گیا مگر کُفریہ نظام کا تخم ڈال کر، جسے اُس کے پسماندگان تجیبی حلقہ سینے سے لگائے بیٹھا ہے۔ جس طرح غاصب کافر کا نکالنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ تھا، کفریہ نظام اور اس کے محافظین کا مقابلہ بھی بالکل اسی طرح ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ اور جب تک کُفریہ نظام اور اس کے محافظین کا خاتمہ نہیں کر دیا جاتا اُس وقت تک مسلمانوں کا چین سے بیٹھنا نہ صرف ناجائز اور حرام ہوگا بلکہ تقریباً پندرہ لاکھ شہداءِ کرام (اعلیٰ اللہ درجاتہم) کے پاک دماء (خون) سے غدّاری کے مترادف سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس غدّاری سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے آمین

پس رُوسی ایجنٹوں کا یہ پراپیگنڈہ بالکل غلط، دھوکہ اور مسلمانوں کو فریب دینا ہے کہ جب رُوس چلا گیا تو اب کس سے جنگ لڑی جا رہی ہے! جواب یہ ہے کہ جنگ کفریہ نظام اور اُس کے محافظین کے ساتھ ہے اور مجاہدین کا اصل ہدف یہی ہے۔ قومیت اور وطنیت کے بُت سے مسلمانوں کی لڑائی نہیں بلکہ اسلام سوز نظام سے اس کی لڑائی ہے ــــ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کو اُچھالا تو بہت جاتا ہے مگر اس کی بات کو نہیں سُنا جاتا، وہ کہتا ہے ؎

اِن تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو اس کا پیرہن ہے وہ ملّت کا کفن ہے

الحمد للہ کہ اسلام کے فدائی اور جذبۂ جہاد کے شیدائی ایسی فضول باتوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ لیکن افسوس اُن لوگوں پر ہے جو ان باتوں کو معمولی سمجھ کر مجلس سازی کے طور پر انہیں اُچھالتے رہتے ہیں۔ ہم اُن کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ ایسی باتیں کر کے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں۔ آپ ان شہداءِ کرام اور ان مجاہدینِ عظام کے حالات تو پڑھیں اور شریکِ جہاد خوش قسمت غازیانِ محترم سے اُن کے چشم دید واقعات تو سُنیں، آپ کو

حیرت ہوگی کہ یا اللہ! یہ چودہ سو سال پہلے بدر و اُحد کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے یا چودہویں بلکہ پندرہویں صدی کے مجاہدینِ افغانستان اور حرکۃ الجہاد الاسلامی کے جیالے نوجوانوں کے واقعات ہیں۔

ہمیں بتایا گیا کہ مولانا زبیر احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ٹانگ جب پھٹنے سے ہوا میں اڑ گئی، آپ خون خون میں لت پت ہو گئے تو بھی ایمانی جرأت کی یہ کیفیت تھی کہ کلاشنکوف کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور کمال یہ کہ جب ساتھی ان کو سنبھالنے کے لیے پہنچے تو فرمایا میں اپنا دفاع کر سکتا ہوں، وہ دیکھو فلاں فلاں ساتھی زخمی پڑے ہیں اور اُن کے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے، جاؤ اُن کی خبر لو، مجھے چھوڑ دو۔

کیا یہ مقامِ بدر کے اس واقعہ کی عینی تصدیق نہیں ہے کہ پانی کا گلاس منہ سے لگانے والا جب العطش کی آواز سنتا ہے تو گلاس کو اپنے منہ سے ہٹا کر دوسرے ساتھی کو دے دینے کی خواہش کرتا ہے۔ فما اشبہ الیوم بالبارحہ ؎

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ بامہر و نشاں است

کہتے ہیں کہ مولانا ارشاد احمد شہیدؒ کا جب سارا بدن چھلنی ہو گیا تھا تو بھی شوقِ شہادت میں نہ صرف آگے بڑھتے رہے بلکہ عین اس حالت میں بھی ساتھیوں کو پکارا کہ میں تو جنت میں جا رہا ہوں، جسے جنت دیکھنی ہو میرے پیچھے چلا آئے۔

مجاہد نصر اللہ لنگڑیال اکیلا دشمن کے تین ہیلی کاپٹروں کا مقابلہ کرتا ہے اور وہ آسمان سے گولیاں برسا رہے ہیں، اس کے منہ کے اندر تک گولیاں پہنچ کر رخسار کی طرف سے نکل جاتی ہیں، مگر اس کے ہوش و حواس بالکل سالم ہیں، وہ سب کو بھگا کر آج تک کفر کو للکار رہا ہے۔

مجاہدین کے پاس میگزین ختم ہو جاتے ہیں، اُنہیں اپنے قید ہو جانے کا یقین ہو جاتا ہے کہ اچانک دشمن ہتھیار ڈال کر تسلیم ہو جاتا ہے، جب تحقیق کی جاتی ہے تو وہ بتاتے ہیں کہ اس ٹڈی دل سفید پوش فوج کا مقابلہ ہمارے بس کا روگ نہیں تھا، مجاہد تو صرف چند گنے چنے آدمی تھے، یہ سفید پوش فوج کون تھی؟ کیا یہ ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

کی تصدیق نہیں ہے؟

شہید اپنے باپ کے اس کہنے کے جواب میں کہ اگر تو سچا شہید ہے، حالانکہ میری اجازت کے بغیر آیا ہے، تو مجھ سے مصافحہ کرے، شہید اپنے زخم پر رکھے ہوئے ہاتھ کو زندوں کی طرح اٹھا کر باپ سے مصافحہ کرتا ہے اور

اس کا ہاتھ اس زور سے پکڑ لیتا ہے کہ اس کو اپنا ہاتھ چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

پندرہ لاکھ شہداء کے کارنامے حدِ شمار سے بہت زیادہ ہیں، ان لوگوں کے خلاف آواز سے کچھ اپنی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ اگر ان کی لڑائی دُنیا عصر کی طرح کرسی کی لڑائی ہوتی تو رب کریم انہیں یہ اعزاز ہرگز نہ بخشتا، دشمن کے دل میں رعب کا آجانا اور مجاہد کے دل کو مضبوط سے مضبوط کر دینا مجاہدِ اسلام ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور اس قسم کے واقعات جہادِ افغانستان میں بے شمار دیکھے گئے ہیں۔ نمونہ کے لیے ملاحظہ کیجئے "ماہنامہ الارشاد" اسلام آباد، پوسٹ بکس ۱۶۶۳ "اور" الفاروق، کراچی مدرسہ فاروقیہ" کا خصوصی نمبر ـــ کاش کہ پاکستان کے دینی جرائد غازیانِ اسلام، مجاہدینِ افغانستان کے تفصیلی حالات شائع کر کے اپنا اسلامی فریضہ ادا کرتے۔

مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہو تو برادرِ محترم مولانا نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد وآنہ وزیرستان کی تالیف "جہادِ افغانستان" کا مطالعہ فرمائیں۔

روسی ایجنٹوں کا تو کوئی علاج نہیں انہیں تو اپنا حقِ نمک ادا کرنا ہے، لیکن بھولے بھالے مسلمانوں کو تو ایمان سے بچنا چاہیئے، اس دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے کہ اب یہ مجاہد مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں۔

یہ مجاہد اروسی، کافر، غاصب کو بھگا کر اب کفریہ نظام، کفریہ قوانین اور ان کے محافظین سے لڑ رہے ہیں۔ خدارا کچھ تو سوچیے، آخر سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس کے ساتھ لڑ رہے تھے؟ کیا وہ کافر تھا جس کے مقابلہ کے لیے کربلا کا معرکہ گرم ہوا، اور پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس معرکہ میں کتنے شہید ہوئے اور وہ کون تھے۔ کیا کسی کا ایمان یہ گوارا کر سکتا ہے کہ یہ کہدے کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی کے لیے لڑ رہے تھے! کیا آج کے لیڈر شہداء کربلا علیہم الرضوان کو بھی یہ طعنہ دیں گے کہ مسلمان کرسی کے لیے مسلمان سے لڑ رہا تھا ـــ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ داراشکوہ سے لڑے اور اس وقت کے جید علماء اور سلاسلِ اربعہ کے مشائخ عظام قدس اللہ اسرارہم نے کیا عالمگیرؒ کا ساتھ نہیں دیا تھا؟ اس وقت تو کسی کو یہ نہ سوجھی کہ مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے، یہ جہاد نہیں اس میں جانا ناجائز ہے۔

دوستو! پراپیگنڈہ یعنی غلط بات کو بار بار دُہرانا ایک ذلیل فن ہے، یورپ اس کا ماہر اور منافقین اسکے موجد ہیں۔ اور سیدھے سادے مسلمانوں کا اس جال میں پھنس جانا ایک افسوسناک ہے ـــ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان ہر منکر کو بدلنے پر مامور ہے، حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ـــ اب منکر کی سرپرستی روس کرے تو مسلمان اس کا مقابلہ کرے گا، وہی منکر اگر کسی مسلمان کی سرپرستی میں پھلنا اور پھولنا چاہے تو اُمت کا فرض ہو گا کہ منکر کے اس

مہرپرست کے ساتھ وہی سلوک کرے جو غیر کے ساتھ کرتا رہا۔ فقہاء کرامؒ نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ اگر کوئی قوم متفق ہو کر اذان دینا بند کر دے تو بادشاہِ اسلام کا فرض ہے کہ اس (قوم) کے ساتھ قتال کرے ۔۔۔ اور یہاں اسلام کے پورے کے پورے نظام کی بات ہے، خدائے قہار و جبار، اُس کے پیارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اُس ذاتِ پاک کے نازل کردہ قوانین کے ساتھ مسخرہ اور استہزاء کا معاملہ ہے۔ یہ ساری باتیں رُوسی، پرچمی اور خلقی لوگوں کے کفریہ عقائد اور اسلام سے استہزاء کرنے سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض کی گئی ہیں ۔۔۔ کیا یہ لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجاہدین کرام ان لوگوں کو معاف کر دیں جنہوں نے اسلامی نظام کو ختم کر دینے اور کفریہ قوانین اور انکارِ خدا پر مبنی نظام کو سہارا دینے کے لیے پندرہ لاکھ مسلمانوں کا خون بہایا ہے، جن میں قطب زماں سیدنا حضرت نور المشائخ مجددیؒ اور حضرت نقیب صاحبؒ کے خاندانوں کے ہزاروں علماء اور مشائخ بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے دینی مدارس، مساجد اور خانقاہوں کی وہ بے حرمتیاں کیں کہ جن کو سن کر کافر بھی شرما ئے۔

ایک بات یہ بھی اڑا دی جاتی ہے کہ ایک فریق کو رُوس امداد دے رہا ہے اور دوسرے کو امریکہ۔ تو گویا یہ دراصل روس اور امریکہ کی لڑائی ہے نہ کہ اسلام کی۔ انّا للہ .....

درحقیقت یہ بھی کھلا دھوکہ اور فریب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس کافر نے افغانستان کے اسلامی ملک پر غاصبانہ قبضہ کرنا چاہا تو غیور افغانیوں نے اس کو برداشت نہ کیا اور بنامِ خدا جہاد کا آغاز کر دیا۔ دو چار سال تک تو یہ بندوقوں اور پٹرول کی بوتلوں سے ان کا مقابلہ کرتے رہے، نجیب اور اس کے پیشروؤں کی بدبختی کہ انہوں نے غاصب روسیوں کا ساتھ دیا۔ ادھر امریکہ اور اس کے بلاک نے بلاشبہ اپنے ہی مفاد میں مجاہدین کا ساتھ دیا، مجاہدین امریکہ کے لیے نہیں لڑ رہے جس طرح کہ نجیبی حلقے روس کے لیے لڑ رہے ہیں، بلکہ امریکہ نے تو روس کی ہوس وسعت پذیری کو روکنے کے لیے مجاہدین کا ساتھ دیا۔ اور یہ "مالِ موذی بدستِ غازی" کی ایک زندہ مثال ہے، اس کی نظیر ابتداء اسلام کے وہ واقعات ہیں جو کہ فتح مکہ مکرمہ سے پہلے کفار کے بعض قبیلوں نے قریشِ مکہ کا ساتھ دیا، اور بعض قبائل نے جو غیر مسلم ہی تھے، اپنے ہی مفاد میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف ہو گئے ۔۔۔ اب کوئی ڈھیٹ سے ڈھیٹ اور بے دین سے بے دین بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مقابلہ غیر مسلم قبائل میں تھا اور ایک فریق مسلمانوں کو (معاذ اللہ) استعمال کرتا رہا بلکہ مقابلہ کفر و اسلام کا تھا، مگر کفر کے بعض قبائل اپنے ہی مفاد میں مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے ۔۔۔ یہاں بھی بالکل ایسا ہی ہے کہ مقابلہ مجاہدین اور رُوس میں ہے، مقابلہ اسلامی نظام اور کفر کے نظام میں ہے۔ امریکہ اپنے ہی فائدہ کے لیے مجاہدین کا ساتھ دے رہا ہے اور بدبخت نجیب اور اس کے ساتھی رُوس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب رُوس کے بھاگ جانے کے بعد امریکی بلاک بنیاد پرست مسلمانوں کو شک و شبہ سے دیکھنے لگا ہے کیونکہ اسلام کا

یہ بھی ویسا ہی دشمن ہے جیسا کہ روس، اُس نے مجاہدین کی مدد روس کی وسعت پذیری روکنے کے لیے کی نہ کہ اسلام سے ہمدردی کے لیے۔ ایسے میں تو مسلمان کے بچے بچے کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے نہ کہ وہ دشمن کے مکروہ پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اپنا ایمان کھو بیٹھے۔

کچھ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ شبہ بھی ہونے لگا ہے کہ اگر کفر کے حملہ کی وجہ سے اب جہادِ افغانستان میں شرکت فرضِ عین ہو گئی ہے تو یہ کثیر التعداد علماء اور مشائخ جو خود محاذ پر نہیں پہنچتے تو یہ سب گنہگار ہو گئے اور یہ حکم لگانا بہت مشکل ہے۔

گذارش یہ ہے کہ آپ دور سے صرف سُن ہی رہے ہیں اور وہ بھی صرف دشمن کی زبان سے، کیوں کہ پروپیگنڈا کی ساری مشنری انہی کے پاس ہے، آپ موقع پر تو جائیں، ان پندرہ لاکھ شہداء کرام میں آپ کو علماء اور مشائخ اتنی کثرت سے نظر آویں گے کہ آپ حیران رہ جاویں گے۔ یہی حالت محاذ پر مصروف مجاہدین کی ہے، اور اس کے ساتھ ہی آپ اس پر بھی غور فرمائیں کہ جہاد اور قتال میں شرکت صرف مورچہ میں بیٹھنے اور محاذ پر مقیم رہنے میں منحصر نہیں ہے۔ صاحبِ مرقاۃؒ کی جو عبارت ہم مضمون کی ابتداء میں نقل کر آئے ہیں آپ اُسے ایک بار پھر پڑھ لیں، اس میں ہے: الجهاد شرعاً بذل المجهود في قتال الكفار مباشرةً یہ مورچہ سنبھالنا اور محاذ پر جانا ہے۔ آگے ہے او معاونةً بالمال والرأى وبتكثير اسواد یعنی مال اور مشورہ وغیرہ بھی جہاد ہے۔ ہم بیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ محاذ پر مقیم مجاہدین کی مال سے، رائے اور مشوروں سے اور اسی طرح ان کی تائید اور اُن کے ساتھ اخلاقی ہمدردی اور اُن کی طرف سے دفاع کرنے میں لگے ہوئے ہیں وہ سب اس جہاد میں یقیناً شامل ہیں۔ اینما کانوا اور اس لیے مجرم نہیں ہیں۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جو اس اسلامی جہاد میں مصروف مجاہدین کی نہ صرف اخلاقی ہمدردی سے محروم ہیں بلکہ ان کے خلاف شکوک و شبہات ڈال کر دینی محاذ کو کمزور کرنے کی سعیٔ مذموم اور مشئوم میں لگے ہوئے ہیں۔ کمزور اور بزدل پڑھے لکھے اور ان پڑھ مسلمانوں سے اپیل ہے کہ ع

مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

تم خیر نہ پہنچاؤ مگر روسی ایجنٹوں کے ہم زبان ہو کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خریدار حضرات سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط اردو میں لکھیں۔ (ادارہ)